اللہ تعالیٰ کی حمد کے حقیقی عرفان سے عبادات میں لذت پیدا ہوتی ہے

کائنات کا کوئی ایک بھی پہلو ایسا نہیں جہاں خدا تعالیٰ کی حمد کا خیال دل میں نہ آسکے

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۲
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | جمعرات ۲۲۔جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۱۰۔صلح ۱۳۷۰ ہش، ۱۰۔جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۹

جب تک پورے صدقِ دل سے اس اقرار کو سمجھ کر اس کا قائل نہ ہو کہ سب حمد خدا کیلئے ہے تب تک عبادت خدا کے لئے نہیں ہوسکتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کی ہستی ایسی ہے کہ ہر لحظہ اس کی شان بدل رہی ہے اس سے انسان کیسے بور ہوسکتا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۳۰۔نبوت ۱۳۶۹ ہش (۳۰۔نومبر ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل۔ لندن

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عبادت میں مزا پیدا کرنے کا سوال

"بہت سے دوست مختلف ممالک سے جو خطوط لکھتے ہیں ان میں بار بار اس سوال کا اعادہ کیا جاتا ہے یعنی تکرار سے بار بار مختلف دوستوں کی طرف سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ عبادت میں مزا پیدا کرنے کی کیا ترکیب ہے؟ بعض لوگ علمی پیاس بجھانے کی خاطر بغیر کسی ہیجان کے لکھتے ہیں اور بعض معلوم ہوتا ہے شدید اعصابی دباؤ کا شکار ہیں۔ بہت کوشش کرتے ہیں۔ بہت زور مارتے ہیں۔ لیکن عبادت میں مزا نہیں آتا۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو عبادت کے بیرونی دروازے تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں اور عبادت کو چھوڑ کر جانے کا قصد کر چکے ہوتے ہیں اور وہ گویا مجھے آخری تنبیہہ کر رہے ہوتے ہیں کہ ابھی بھی ہمیں سمجھالو اور بچالو ورنہ پھر اگر ہم نے عبادت سے منہ موڑ لیا تو ہم ذمہ دار نہیں ہونگے۔

مختلف دوستوں کو میں مختصراً مختلف جواب دیتا ہوں لیکن یہ مضمون اتنا اہم ہے کہ باوجود اس کے کہ اس سے پہلے بھی اس پر روشنی ڈال چکا ہوں مگر میں سمجھتا ہوں کہ مختلف پہلوؤں سے، مختلف زاویوں سے بار بار اس مضمون کو جماعت کے سامنے کھولنا چاہیئے۔

آج کے خطبے میں میں سورۂ فاتحہ کے نقطۂ نگاہ سے اس پر روشنی ڈالوں گا۔ سورۂ فاتحہ میں درحقیقت تمام سوالات کا حل ہے اور کوئی بھی ایسی مشکل نہیں جسے یہ کشا نہ کردے۔ اسی لئے اس کا نام فاتحہ رکھا گیا یعنی ہر چیز کو کھولنے والی چابی۔ اگر آپ اس سورۃ پر غور کریں تو کوئی دنیا کا ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کی کنجی آپ اس میں نہیں پائیں گے۔ مختصر تعارف اس کا یہ ہے کہ اسے اُمّ الکتاب بھی کہا گیا ہے یعنی قرآن کریم کی ماں ہے اور اور بھی بہت سے اس کے نام ہیں۔ اس کی سات آیات ہیں اور سات ہی مضامین ہیں اس پر بحث کی گئی ہے اور ہر انسان اپنی ہر نماز کی ہر رکعت میں اس کو ادا کرتا ہے۔ یہ وہ سورۃ ہے جو ہر مسئلے کا حل اپنے اندر رکھتی ہے۔ خود اس کے متعلق بھی سوال اُٹھتے ہیں اور اُٹھائے جاتے ہیں کہ ایک ہی سورۃ ہم مسلسل پڑھتے چلے جائیں تو آپ خود ہی کہیں کہ کیا بوریت نہیں ہوگی۔ ایک ہی جیسے الفاظ۔ عیسائی تو ہفتے میں ایک دفعہ یعنی اتوار کے دن جا کر کچھ سُنتے یا کچھ باتیں دہراتے ہیں لیکن (نمازی) ہر روز ہر نماز میں جو پانچ دفعہ پڑھی جاتی ہے اور اس کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا اعادہ ضرور کرتا ہے اور اس کو تکرار سے پڑھتا چلا جاتا ہے۔ ایک ہی کھانا اگر روز کھایا جائے تو انسان تنگ آجاتا ہے۔ دیکھئے یہود اسی وجہ سے کتنی بڑی ٹھوکر کھا گئے تھے کہ کھلم کھلا خدا کی نعمت کے خلاف بغاوت کی کہ ہم ایک نعمت پر ہمیشہ کے لئے راضی نہیں رہ سکتے۔ ہمیں تو مختلف قسم کے کھانے دیئے جائیں۔ کون انسان روزانہ ایک کھانا کھائے؟ اس مصیبت سے تو مذہب سے دور ہٹنا ہی بہتر ہے۔ جب تحریک جدید کا آغاز ہوا تو احمدیوں کے لئے بھی کچھ اسی قسم کا ابتلاء آیا تھا۔ غرباء تو ایک کھانے پر راضی ہوتے ہی ہیں لیکن تحریکِ جدید نے جب ایک کھانا کہا تو امراء کو بھی اس کا پابند کر دیا لیکن اس میں اور یہود کے ابتلاء میں ایک بہت بڑا فرق تھا۔ یہود کا ابتلاء یہ تھا کہ ایک کھانا اور روزانہ ایک ہی کھانا۔ قسم میں کبھی تبدیلی نہیں ہوگی۔ لیکن تحریک جدید کے پروگرام میں تو روزانہ آپ صبح سے شام، شام سے صبح قسمیں تبدیل کر سکتے تھے تو بہت بڑے ابتلاء میں وہ ڈالے گئے تھے اور آخر ایک بڑا حصہ اس میں ناکام رہا مگر بعید نہیں کہ اس میں بھی وہی مضمون ہو جو سورۂ فاتحہ سے تعلق رکھتا ہے یعنی ظاہری طور پر ایک کھانا بھی اُن کو دیا گیا ہوگا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ رُوحانی غذا کا ذکر زیادہ ہے۔ کوئی ایسی روحانی غذا ان پر لازم کی گئی جسے انہیں ہمیشہ باقاعدہ تکرار کے ساتھ دہراتے چلے جانا تھا اور جس سے چمٹے رہنا تھا۔ پس ظاہری طور پر بھی ایک کھانا اور روحانی لحاظ سے بھی ایک کھانا یہ تو دُہرے ابتلاء میں مبتلا ہوگئے۔

قرآن کریم نے جب سورۂ فاتحہ کو اُمّ الکتاب قرار دیا اور بار بار دہرائی جانے والی آیات قرار دیا تو یہی وہ مضمون ہے جس کے پیشِ نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہر نماز کی ہر رکعت میں اسے پڑھنا فرض قرار دیا اور بار بار دہرائی جانے لگی یعنی نمازوں میں یہ اُمّ الکتاب یا سورۂ فاتحہ بار بار دہرائی جانے لگی۔

سورۂ فاتحہ میں سارے سوالوں کا جواب

اب میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ یہ وہ ایک ایسی بار بار پڑھی جانے والی سورۃ ہے جس کے اندر اس کے متعلق اٹھائے جانے والے سارے سوالات کا جواب ہے۔ سورۂ فاتحہ کی اس مناسبت کے ساتھ (وضاحت) کرنا جو میں ذکر چلا رہا ہوں بہت ہی زیادہ وقت چاہتا ہے لیکن میں کوشش کرتا ہوں کہ مختصر وقت میں اس مضمون کا تعارف آپ سے کروا دوں تاکہ بعد میں آپ سوچتے رہیں اور اس سے استفادہ کریں۔ جو سات مضامین اس میں بیان ہوئے ہیں ان میں سے چار صفاتِ باری تعالیٰ

مسلسل ص۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ صفحہ ۱ سے آگے

ہیں ۔ اور ایک عبادت کا عہد ہے اور ایک استعانت ہے یعنی مدد مانگنا اور ایک ہدایت کا ذکر ہے۔ یعنی ہدایت طلب کرنا ۔ یہ سات باتیں اس میں بیان ہوئی ہیں ۔۔۔۔۔۔ یہاں جو لفظ "الحمد" ہے اس کا اس سارے مضمون سے تعلق ہے ۔ صفات باری تعالیٰ چار ہیں لیکن حمد ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک دائمی لازمی ہمیشہ کا تعلق رکھتی ہے اور بعد میں بھی جتنے مضامین بیان ہوئے ہیں ان سب کا حمد سے تعلق ہے ۔ پس حمد سورۃ فاتحہ کا ایک رنگ ہے ۔ اسی لئے اسے الحمد بھی کہا جاتا ہے ۔ جہاں تک حمد کا تعلق ہے یہ چونکہ ہر مقام شکر پر ادا کی جاتی ہے اس لئے جب بھی ہم نے خدا کا شکر ادا کرنا ہو تو الحمد کو شکر کے معنوں میں بھی ادا کرتے ہیں ۔ یعنی جب بھی کہنا ہو۔ اے خدا! ہم تیرے بے حد ممنون ہیں، تو نے بہت احسان کیا، تیرا شکریہ تو (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) منہ سے نکلتا ہے گویا حمد اور شکر دونوں ہم معنیٰ ہو گئے اور کثرت استعمال نے یہ معنے حمد کو عطا کر دیئے ہیں تو سب سے پہلی بات جو سورۃ فاتحہ ہمیں بتاتی ہے جس کا سارے سورۃ فاتحہ کے مضمون سے تعلق ہے وہ حمد ہے ۔ اگر حمد کا لفظ بغیر سوچے ادا کر دیا جائے تو باقی سارے مضامین خالی رہیں گے کیونکہ حمد کا دروازہ وہ دروازہ ہے جس سے داخل ہو کر سورۃ فاتحہ کے باقی مضامین سمجھ آتے ہیں ۔ اور ان میں رس بھرتا ہے تو پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ جب پڑھتے ہیں تو لفظ الحمد پر ٹھہر کر غور تو کیا کریں کہ کیا کہہ رہے ہیں ۔ سب تعریف، ہر قسم کی تعریف، مکمل تعریف خدا ہی کے لئے ہے۔ ایسا شخص جس کو نماز میں مزا نہیں آتا اس کے قبلے جدا ہوتے ہیں ۔ اس کی لذت یابی کی راہیں الگ ہوتی ہیں اس کے سامنے کوئی دوست ہوتا ہے۔ کوئی مطلوبہ چیز ہوتی ہے۔ کوئی اور ایسی طلب ہوتی ہے جس کے ساتھ اس نے اپنی حمد کو وابستہ کیا ہوتا ہے ۔

اپنی لذات کا قبلہ خدا کو بنائیں

پس لذت تو وہاں آتی ہے جہاں لذت کا قبلہ ہو اگر قبلہ اور طرف ہو اور آپ کا منہ اور طرف ہو تو آپ کو بے چینی پیدا ہو گی، لذت نہیں آئے گی۔ پس لفظ حمد پر غور کرنا بہت ضروری ہے اور اس کا ایک آسان طریق یہ ہے کہ اپنی ذات کا تجزیہ کیا جائے اور انصاف کے ساتھ اور تقویٰ کے ساتھ انسان پہلے یہ تو معلوم کرے کہ مجھے کون کونسی چیزیں اچھی لگتی ہیں ۔ کون کون سی چیزیں ایسی ہیں جن سے مجھے پیار ہے ۔ ان چیزوں کو اگر نماز کے ساتھ باندھ دیا جائے تو نماز بھی پیاری لگنے لگے گی ۔ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے حقیقت میں انسان کو بڑی وسیع نظر سے اپنی ساری زندگی اور اس کے مقاصد کا جائزہ لینا پڑے گا اور وسیع نظر سے ہی نہیں بلکہ گہری نظر سے بھی ۔ اور جب انسان اپنے حمد کے مقامات کا تعین کر لے کہ میرے نزدیک یہ چیز باعثِ حمد ہے۔ یہ چیز قابل حمد ہے ۔ یہ چیز تعریف کے لائق ہے تو اس وقت (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) کا ایک اور مضمون اس کے سامنے ابھرے گا ۔ وہ جب غور کرے گا تو جو چیز بھی اس کو اچھی لگتی ہے اس کو اچھا بنانے میں خدا کی تقدیر نے کام کیا ہے اور خدا چاہے تو اسے اچھا رکھے گا۔ جب چاہے گا وہ اچھی نہیں رہے گی ۔ اور اس کی اچھائی ذاتی نہیں اور دائمی نہیں ۔ بعض دفعہ ایک چیز ایک خاص حالت میں اچھی لگتی ہے ۔ اچھا نیا بنا ہوا گھر ہے ۔ بہت ہی خوبصورت لگتا ہے ۔ اس کے ساتھ انسان کی طبعی حمد وابستہ ہو جاتی ہے ۔ لیکن پچاس، ساٹھ، ستر سال کے بعد جب اس کی چولیں ڈھیلی ہو جائیں، جب وہ جراثیم سے بھر جائے، ہر طرف اس کا رنگ اجڑ جائے ۔ اس کا نقشہ بدلنے لگے ۔ چیزیں ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں تو اسی گھر سے وحشت ہو گی ۔ حمد رفتہ رفتہ اس کو چھوڑ دے گی ۔ ایک خوبصورت چیز سے محبت ہے جب تک اس کی خوبصورتی قائم ہے اس وقت تک طبعاً اس کی طرف رغبت ہو گی اور جب خوبصورتی مٹ جائے تو پھر یا تو انسان اس سے متنفر ہو کر دور بھاگنے لگتا ہے یا اگر وہ صاحب وفا ہے تو ایک اور صفت اس کے کام آتی ہے اور وفا اس کو اس کے ساتھ تعلق قائم رکھنے پر مجبور کرتی چلی جاتی ہے ۔ لیکن وہ طبعی بے اختیار محبت جو حسن کے ساتھ وابستہ ہے وہ ویسی نہیں رہ سکتی ۔ اسی لئے وفا اور جفا میں یہی فرق ہے ۔ حسن اگر ہو گا تو نہ وفا کی ضرورت ہے نہ جفا کا سوال ۔ جب حسن مٹ جائے یا پیچھے ہٹنے لگے تب یہ دو مضامین آگے بڑھتے ہیں اور صاحب وفا کا تعلق اس چیز سے قائم رہتا ہے جو حسن چھوڑ بیٹھی ہے اور صاحب جفا اس سے آنکھیں بدل لیتا ہے تو امر واقعہ یہ ہے کہ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) کی ایک تفسیر ان چیزوں پر غور کرنے سے بھی آپ کے سامنے ابھرے گی ۔ جو چیز بھی آپ کو پیاری ہے اس پر آپ غور کر کے دیکھ لیں، اس کا حسن دائمی نہیں ۔ اس کی لذت دائمی نہیں ہے بلکہ اگر اس میں لذت موجود بھی ہو تو میری

کے بعد آپ کی نظر میں اس کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے ۔ جو چاہیں مزیدار کھانا آپ کھائیں، آپ کو میسر ہو کثرت کے ساتھ، عین آپ کی خواہشات کے مطابق تیار ہوا ہو ۔ جب پیٹ بھر جائے گا تو اس کی حمد ختم ہو جائے گی ۔ دوبارہ جب آپ کو کوئی دیگا تو آپ پہلے تو تکلف سے مسکرا کر کہیں گے کہ نہیں نہیں، کوئی ضرورت نہیں ۔ اگر وہ زبردستی کھلائے گا تو آپ کا دل چاہے گا کہ اس کو جوتیاں ماریں کہ اس نے کیا مصیبت ڈالی ہوئی ہے ۔ بچے چونکہ بے تکلف ہوتے ہیں وہ صاف ماؤں کے منہ پر بات مارتے ہیں کہ بس نہیں کھانا ۔ جو مرضی کر لیں ۔ تو حمد حسن کے ہوتے ہوئے بھی ختم ہو جایا کرتی ہے لیکن ایک ذات ہے جس نے وہ حمد ان چیزوں میں رکھی ہے اس کی حمد دائمی ہے ۔ وہ ذاتی حمد ہے اور اسی نے پیدا کی ہے ۔ جب چاہے وہ حمد چھین لے ۔ جب ان باتوں پر آپ غور کرتے ہیں تو آپ کا ہر قبلہ خدا کی طرف اشارہ کرنے لگتا ہے ۔ اور قبلہ اپنی ذات میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ چنانچہ غالب نے اسی مضمون کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے یعنی ان معنوں میں تو نہیں کہ سورۃ فاتحہ کے تعلق میں لیکن چونکہ وہ صوفیانہ مزاج بھی رکھتا تھا ۔ اس لئے بعض دفعہ اچھی اچھی حکمت کی باتیں بیان کر دیا کرتا تھا ۔ کہتا ہے ؎

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں۔

کہ ہم بظاہر قبلے کی طرف منہ کرتے ہیں لیکن ہمارا مسجود قبلے سے پرے ہے ۔ قبلہ فی ذاتہ مسجود نہیں ہے ۔ جو نظر رکھنے والے لوگ ہیں، صاحب نظر لوگ وہ قبلے کو قبلہ نما کہتے ہیں قبلہ دکھلانے والا ۔ تو اس نگاہ سے اگر آپ کائنات کی کسی چیز کو بھی دیکھیں تو ہر چیز کے ساتھ حمد کا ایک تصور وابستہ ہے اور ہر چیز قبلہ نما بن جاتی ہے ۔ پس صرف وہی چیزیں نہیں جو آپ کے لئے محمود ہیں اور آپ کو محبوب ہیں بلکہ کسی چیز پر بھی آپ نظر ڈالیں ۔ کوئی چیز بھی حمد سے خالی نہیں اور اس کے ساتھ ہی فرمایا (اللہ کے لئے ۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے) اور ربوبیت کا حمد سے ایک بہت گہرا تعلق ہے ۔ میرے لئے یہ تو ممکن نہیں ہو گا کہ مضمون کو ان سات مضامین سے باندھ کر تفصیل سے یہاں بیان کروں لیکن یہ نمونہ آپ کو دے رہا ہوں تاکہ ان باتوں پر غور کر کے اپنی نمازوں کے ان سات برتنوں کو ایسے رس سے بھر دیں کہ ہر برتن میں آپ کے لئے ایک تسکین بخش شربت موجود ہو جسے پی کر آپ لذت حاصل کریں ۔

کائنات کی ہر چیز حمد کا باعث ہے

اب ربوبیت کے مضمون کے ساتھ حمد کا جو تعلق ہے وہ بہت ہی گہرا اور بہت ہی وسیع ہے ۔ میں نے آپ کے سامنے کھانے کی مثال پیش کی ۔ کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ کھانا جب فضلے میں تبدیل ہو جاتا ہے، گندگی اور بدبو میں تبدیل ہو جاتا ہے تو پھر کہاں حمد اس میں باقی رہ سکتی ہے ۔ اور حمد کے مضمون کو میں اس کے ساتھ کیسے باندھوں گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نظر گہری کر کے دیکھو ۔ ربوبیت کا اس کے ساتھ بھی ایک گہرا تعلق ہے کیونکہ جو چیز تمہارا گند ہے وہ خدا کی کائنات میں بعض اور مخلوقات کے لئے ایک نعمت ہے اور وہ نعمت مختلف شکلوں میں اس کی دوسری مخلوق کو پہنچ رہی ہے ۔ ایسی بدبو دار کھاد جس کے پاس سے گذرا بھی نہیں جاتا وہ پودوں کے لئے ایک نعمت ہے ۔ اسی سے رنگ برنگ کے پھول نکلتے ہیں اور خوشبوئیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ رزق پیدا ہوتا ہے جو آپ کے لئے حمد بن جاتا ہے تو کیسا عظیم مضمون ہے ۔ رب العالمین کی حمد کا کہ کوئی ایک پہلو بھی کائنات کا ایسا نہیں جو استعمال ہونے کے بعد بھی حمد کے مضمون سے خالی ہو ۔ ہاں ایک طرف سے خالی ہوتا ہے دوسری طرف سے بھر جاتا ہے ۔ ایک کی ربوبیت کرتا ہے جب اس کی پیاس بجھا دیتا ہے تو خدا کی ایک اور مخلوق کی ربوبیت کے لئے تیاری کرتا ہے ۔ پس اس پہلو سے جب آپ کائنات پر نظر ڈالیں تو کوئی ایک زندگی کا ذرہ بھی نہیں ہے جو کسی نہ کسی حالت میں کسی چیز کے لئے باعثِ حمد نہ ہو ۔ عالمین نے اس بات کو کھول دیا کہ تم خدا کو اپنی طرح ایک چھوٹی ذات نہ سمجھا کرو ۔ جب اس کی طرف حمد منسوب کرو اور اس کی ذات میں حمد تلاش کرو تو رب العالمین کے طور پر وہ حمد تلاش کرو ۔ اور ساری کائنات کی ربوبیت کے لئے اس نے جو نظام جاری فرمایا ہے اس پر غور کرو تو تمہاری نظر چندھیا جائے گی ۔ تم ساری زندگی لمحہ لمحہ بھی غور کرتے چلے جاؤ گے تو یہ مضمون نہیں ہو گا ۔ ناممکن ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں ۔ اس زمین میں اور زمین کی ایک فضا میں جو ہی زمین کا حصہ ہی ہے، جتنی بھی مختلف قسم کی کیمیاء موجود ہیں، مختلف قسم کے ذرات موجود ہیں ۔ یہ تمام کے تمام مختلف شکلوں میں ڈھلتے چلے جاتے ہیں اور ایک پہلو سے استعمال ہوتے ہیں تو پھر ایک دوسرے پہلو کے لئے تیار ہو کر نکل جاتے ہیں اور کوئی WASTE نہیں ۔ ضیاع کا کوئی تصور نہیں ہے ۔ ناممکن ہے کہ ہم خدا کی اس زمین اور اس کے جو میں سے ایک ذرہ بھی ضائع کر سکیں کیونکہ وہ دوبارہ ری سائیکل (RECYCLE) ہوتا ہے اور یہ توازن اتنا عظیم الشان ہے کہ اتنی بڑی زمین، اتنی بڑی اس کی جو اور ان گنت ذروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر مشتمل لیکن ایک ذرہ بھی بلا مبالغہ اس میں سے ضائع نہیں ہو رہا۔ جس طرح چاہیں آپ اس کو استعمال کر کے اس کا حسن چاٹ جائیں، اس کو ختم کر دیں۔ وہ جو بھی نئی شکل اختیار کرے گا۔ کسی اور پہلو سے وہ جلوہ دکھانے لگے گا۔ کسی اور کیفیت حسین بن کے اُبھرے گا۔ ایک کا زہر ہے تو دوسرے کی تریاق بن جائے گا۔ ایک کی تریاق ہے تو وہ کچھ دیر کے بعد اس کے لئے زہر بنتی ہے اور ایک اَور کے لئے تریاق بن جاتی ہے تو۔ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے) پڑھتے وقت اگر انسان ٹھہر کے سوچے اور خدا تعالیٰ کی ذات کی وسعت اور عظمت کا تصوّر کرے اور جس طرف نظر ڈالے وہاں حمد ہی کا مضمون دکھائی دے تو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک انسان ساری عمر سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت صرف (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے) کا حق ادا کر سکے، بالکل ناممکن ہے۔

پس کون کہتا ہے کہ یہ بار بار دہرائی جانے والی ام الکتاب انسان کے لئے بوریت اور اکتاہٹ کا مضمون پیدا کرتی ہے، اکتاہٹ کے مواقع پیدا کرتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہر انسان کی اکتاہٹ اس کے اندر سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر اسے محبت کا سلیقہ نہیں تو ہر چیز سے وہ اکتا جائے گا۔ اچھی سے اچھی چیز بھی اس کو بھلی معلوم نہیں ہو گی۔ پس اگر اکتاہٹ سے پناہ مانگنی ہے تو اپنے اندر محبت کا سلیقہ پیدا کریں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ کسی بات سے بھی خوش نہیں ہوتے۔ ان کے ماتھے پر تیوری چڑھی ہوئی جو چیز مرضی دیں کہ نہیں جی! فضول، بکواس۔ ہر چیز پر تنقید کرتے۔ ہر چیز ان کو بری لگتی۔ قنوطی جیسے جہاں جاتے ہیں لوگوں کو مصیبت پڑ جاتی ہے۔ اس لئے نہیں کہ ان کے سامنے خدا کی کائنات حمد سے خالی ہوتی ہے۔ اس لئے نہیں کہ دنیا میں اچھے لوگوں کا فقدان ہوتا ہے۔ یا خوبیاں ہی دنیا سے غائب ہو چکی ہوتی ہیں۔ پس اُن کے اندر ایک یبوست پائی جاتی ہے۔ ایک ایسی خشکی ہوتی ہے جو اُن کو محبت سے عاری کر دیتی ہے۔ پس اگر محبت کی نظر پیدا کریں یعنی حُسن دیکھنے اور اس سے استفادے کی نظر پیدا کریں تو خدا تعالےٰ کی حمد آپ کو ساری کائنات میں عظیم تر وسعتوں کے ساتھ اس طرح بکھری ہوئی اور پھیلی ہوئی دکھائی دیتی ہے کہ ایک ذرّے کے دل میں بھی آپ اُتر جائیں تو اس میں بھی حمد کا ایک نیا جہان آپ کو دکھائی دینے لگے گا۔ پھر خدا رحمان بھی ہے اور رحیم بھی ہے اور جزا سزا کے دن کا مالک بھی ہے۔ اِن صفاتِ باری تعالےٰ کے ساتھ آپ حمد کو باندھیں تو پھر آپ دیکھیں کہ کتنے کتنے نئے حسین نقشے کائنات کے آپ کے سامنے ابھرتے ہیں اور ہر نقشے کے ساتھ خدا کی ہستی کا تصوّر وابستہ ہوتا ہے۔ ہر حسین چیز کو خدا تعالیٰ حُسن عطا کر رہا ہوتا ہے تو وہ نماز لذّت سے کیسے خالی ہو جاتی ہے جس نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہو اور بے پناہ حُسن کے جہان وہ ایک نظر کے سامنے کھولتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آپ وقت نہ ہوتے کی وجہ سے یا غور کی زیادہ قوت نہ پانے کی وجہ سے، استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے آگے گزر جائیں تو آپ کی مرضی ہے ورنہ سورۂ فاتحہ کے ہر لفظ پر ٹھہر جائیں تو ساری زندگی اس ایک لفظ میں گزر سکتی ہے اور بغیر اُکتاہٹ کے گزر سکتی ہے۔ ایک عجیب مضمون ہے ہر لفظ میں جو آگے ایک پورا جہان بناتا چلا جاتا ہے۔ پھر (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کا مضمون ہے۔ عبادت کا حمد سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر حمد نہیں ہو گی تو عبادت بھی نہیں ہو گی اور یہ دعویٰ کہ .... صرف تیری عبادت کرتے ہیں، ایک بہت بڑا دعویٰ ہے جو حمد کے مضمون سے گزرے بغیر بالکل جھوٹا بن جاتا ہے۔ جب تک انسان یہ اقرار نہ کرے اور پورے صدق دل سے اس اقرار کو سمجھ کر اس کا قائل نہ ہو کہ تمام حمد خدا کے لئے ہے اس وقت تک تمام عبادت خدا کے لئے ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر حمد کا کوئی پہلو کسی اَور کے لئے ہے تو عبادت کا ہر پہلو خدا کے لئے نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک ایسی حسابی بات ہے جس کے اندر کوئی تبدیلی ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ (مساوات) EQUATION ہے ایک (ریاضی) MATHE-MATICS کی۔ اور ایسی قطعی ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس (مساوات) EQUATION کو بدل نہیں سکتی۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو اتنا عظیم مقام عطا ہوا کہ کائنات کی ہر چیز تو درکنار ہر نبی سے آگے بڑھ گئے تو اس مسئلے کو سمجھنے کا آخری نقطہ یہ ہے کہ آپ کی ساری حمد بلا استثناء خدا کے لئے ہو گئی تھی۔ اس لئے ایک وہ شخص تھا جو جب یہ کہتا تھا کہ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) تو کامل طور پر اِس اقرار میں سچا تھا۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ کیونکہ واقعۃً آپؐ کی ساری حمد خدا کے لئے تھی (ہم صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کا (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ ہم جب خدا سے مدد مانگتے ہیں تو اس سے پہلے یہ اقرار کر رہے ہوتے ہیں کہ اے خدا! ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تیری عبادت کرتے ہیں۔ ہر شخص کی نیت یہی ہو گی اس سے تو کوئی انکار نہیں ہو سکتا یعنی انکار کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ لیکن یہ قطعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ کلیۃً اس مضمون کا حق حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ادا فرمایا اور پھر وہی ادا کر سکتا ہے جو آپ کا کامل غلام ہو۔

عبادت کو حمد سے خالی نہ ہونے دیں

اب جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتا یعنی دعا کرنے والا قطعی طور پر خدا ہی کی عبادت کرتا ہے اور کسی اور کی عبادت نہیں کرتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مدد اسی سے مانگے گا اور کوئی مدد کے لئے رہا ہی نہیں کیونکہ جب معبود اُٹھ گئے تو معبود تو ہوتے ہی وہ ہیں جن کے سامنے انسان اپنی ساری ہستی جھکا دیتا ہے اور اس سے بڑا اَور کسی کو نہیں دیکھتا۔ اس کے بعد اور کون سا دروازہ رہ جاتا ہے جس کو کھٹکھٹانے کے لئے وہ اپنی ضروریات کی خاطر جائے گا۔ پس (ہم صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کا مضمون (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں) سے از خود پیدا ہوتا ہے اور اتنا ہی پیدا ہوتا ہے جتنا کہ (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کے اندر سچائی پائی جاتی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔ پس اگر کسی کی عبادتیں حمد سے خالی ہوں اور حمد غیروں کے لئے ہو خواہ بظاہر اس کی عبادت کرے یا نہ کرے تو اس کی حمد سکڑ کر چھوٹی سی رہ جاتی ہے۔ کہتا تو یہ ہے کہ اے خدا! مَیں صرف تیری عبادت کرتا ہوں مگر جو موحّد ہو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اے خدا! میری نیت یہی ہے کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہ کروں لیکن اس کی حمد چونکہ دنیا میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے اور لوگ خود قبلہ بن چکے ہیں، بجائے اس کے کہ وہ قبلہ نما ہوں۔ اس پہلو سے اس کی عبادت جتنا حمد سے خالی ہوتی ہے اتنا ہی سُکڑ کر اس طرح بن جاتی ہے جیسے کوئی فالج زدہ جسم ہو۔ ہاتھ سُکڑ کر پہلو کے ساتھ بغیر طاقت کے لٹک جاتا ہے، ہاتھ تو رہتا ہے۔ اسی طرح عبادت کی ظاہری شکل تو رہے گی لیکن چونکہ حمد سے خالی ہو گی اس لئے وہ جان سے خالی ہو گی۔ وہ زندگی سے خالی ہو گی۔ وہ روح سے خالی ہو گی۔ وہ طاقت سے خالی ہو گی۔ وہ اثر سے خالی ہو گی اور اسی نسبت سے (ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) میں کمزوری آ جائے گی۔ خدا کی تقدیر اندھی تو نہیں ہے۔ خدا کی تقدیر تو اتنی صاحب بصیرت ہے کہ اُن باریک ترین چیزوں کو بھی دیکھتی ہے۔ جن پر انسان کی نظر پڑ ہی نہیں سکتی۔ اللہ کی تقدیر از خود (ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کا جواب بنتی ہے۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ (ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) میں کتنی استطاعت ہے۔ مانگنے کی استطاعت دیکھی جاتی ہے ظرف کے مطابق دیا جاتا ہے۔ پس ایسا شخص جس کی عبادت چھوٹی سی رہ گئی ہو اس کی استعانت کا جواب بھی اتنا ہی ملے گا اور اس میں کوئی ظلم نہیں یہ اس بات کا ایک طبعی منطقی نتیجہ ہے۔ آپ جب خدا سے یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں تو جواب یہ مل سکتا ہے کہ تُو فلاں کا بھی دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، فلاں کا بھی کھٹکھٹاتا ہے۔ تیرے نزدیک فلاں شخص اپنی عظمت رکھتا ہے کہ جب سچ اور جھوٹ کا سوال ہو تو اس کی عظمت کے سامنے تُو سچ کو قربان کرتے ہوئے بھی جھک جاتا ہے۔ تیرے ذہن میں فلاں چیز کی اتنی طاقت ہے کہ اس سے مدد مانگنے کی خاطر تُو ہر اس فعل پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ جس کو خُدا نے منع کیا ہوا ہے۔ غرضیکہ ایک بہت ہی تفصیلی مضمون ہے اور روزمرّہ کی زندگی میں جب ہم اپنی ذات پر اور اپنے گرد و پیش پر چسپاں کرتے ہیں تو آدمی اگر صاحب ہوش ہو تو اس کے ہوش اُڑ جائیں۔ ساری عمر کی عبادتوں میں اگر وہ مغز ڈھونڈنے لگے تو اتنا تھوڑا ملے گا جیسے جلے ہوئے گھر سے راکھ ٹٹول کر انسان اپنی کوئی چھوٹی سی چیز تلاش کر رہا ہو۔ پس جو عبادتیں خالی ہوں گی وہ کیا مانگیں گی؟ کیونکہ ہر مانگنے کے جواب میں، ہر سوال کے جواب میں خدا کی تقدیر اُسے یہ کہہ رہی ہو گی کہ نہ نہ تم ایسی باتیں نہ کرو۔ تکلف نہ کرو۔ تم دوسروں کی عبادت کیا کرتے تھے خواہ ظاہری طور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپر نہ سہی لیکن جب مدد مانگنے کا وقت آتا تھا تو کسی اور کو طاقتور سمجھتے تھے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ اس لئے بے تکلفی سے صاف حق کا اقرار کرلو بات یہ ہے کہ تم میرے دروازے کھٹکھٹانے کا تکلف کرنے کے اہل نہیں ہو۔ جس کی حمد تمہارے دل میں ہے۔ جس کی حقیقی عبادت کرتے ہو اسی سے مانگو اگر وہ تمہیں کچھ دے سکتا ہے۔

دعا وہی قبول ہوتی ہے جو قبول ہونے کا حق رکھتی ہے

پس یہ جو فرق ہے کہ بعض دعائیں قبول ہوتی ہیں اور بعض نہیں۔ آنسو فرق نہیں پیدا کیا کرتے۔ بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہمیں عبادت میں کس طرح مزا آئے۔ ہم تو روتے روتے سجدہ گاہوں کو تر کر دیتے ہیں۔ مگر ہماری مطلوبہ چیز نہیں مل رہی۔ ان کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ جس چیز کو وہ خدا بنا بیٹھے ہوں۔ پھر اس سے اسی کا وجود مانگیں کیونکہ جب وہ اتنی زیادہ پیاری لگنے لگ گئی ہو کہ وہی قبلہ بن چکی ہو اور خدا کی طرف حمد صرف لفظوں سے منسوب کی جا رہی ہو اور فی الحقیقت خدا کی کائنات میں دوسری مختلف چیزیں انسان کی نظر میں محمود بن گئی ہوں، قابل حمد بن گئی ہوں تو جب وہ خدا کے حضور روتا ہے تو حمد کی وجہ سے نہیں روتا۔ وہ اس وجہ سے روتا ہے کہ اس کی طلب نہیں پوری ہو رہی۔ بیمار جب چیخیں مارتا ہے تو کسی تکلیف کی وجہ سے چیخیں مارتا ہے۔ ضروری تو نہیں کہ اس کی چیخوں سے اس کا علاج ہو جائے۔ علاج تو علاج کے علم کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس عبادات میں بھی ایک سائنس ہے۔ دعاؤں کی بھی ایک سائنس ہے۔ جو دعائیں مستجاب ہونے کا حق رکھتی ہیں۔ وہی مستجاب ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ آنسوؤں سے خالی بھی ہوں۔ ابھی دعا نہ بھی بنی ہوں تب بھی وہ مقبول ہو جایا کرتی ہیں اور اس کا راز اسی میں ہے کہ سورۂ فاتحہ کو آپ سمجھیں اور حمد کے مضمون کو خدا تعالیٰ کی چار صفات پر اطلاق کرتے چلے جائیں پھر جب (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کہیں تو اپنے نفس کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ کہاں کہاں آپ کی عبادت واقعۃً حمد سے لبریز ہے اور کہاں کہاں خالی ہے اپنی روزمرہ کی زندگی کے حالات پر نظر ڈالیں تو (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کا مضمون ہی ایک ایسا مضمون ہے جو آپ کے قدم روک لے گا اور آپ کبھی بھی اس مضمون سے نئے نکات حاصل کئے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ سورۂ فاتحہ کا ایک مضمون بھی ایسا نہیں جسے انسان ساری زندگی کے غور و خوض کے بعد ختم کر سکے تو بتائیے کون سی اکتاہٹ کا مقام ہے۔ اکتاہٹ پیدا کیسے ہو سکتی ہے۔ اکتاہٹ تو ہوتی ہے جب ایک چیز بار بار اسی شکل میں سامنے آتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا قرآن کریم میں یہ تعارف ملتا ہے کہ (ہر روز اس کی ایک نئی شان ہوتی ہے۔ پس تم اس کی کن کن نعمتوں کا شکر ادا کرو گے) (سورۃ الرحمٰن: آیات ۳۰، ۳۱) خدا کی ہستی ایسی ہے کہ ہر لحظہ اس کی شان بدل رہی ہے، اس سے انسان کیسے بور ہو سکتا ہے۔ اگر بدلتی ہوئی شان دیکھنے کی استطاعت کسی میں پیدا ہو جائے، اسے ایسی آنکھیں نصیب ہو جائیں جو بدلتی ہوئی شان کو دیکھ سکیں تو اس کے لئے تو خدا تعالیٰ کبھی پرانا ہو ہی نہیں سکتا اور سورۂ فاتحہ کے شیشوں سے آپ خدا کی بدلتی ہوئی شان دیکھ سکتے ہیں۔ یہ سورۂ فاتحہ وہ آلہ ہے، جیسے دوربین یا خوردبین یا اسی قسم کے آلے یا کیمرے استعمال کئے جاتے ہیں۔ بعض چیزوں کو خاص نہج سے، قریب سے دور سے دیکھنے کیلئے اسی طرح سورۂ فاتحہ کو بھی ایک صاحب بصیرت انسان خدا تعالیٰ کی صفات دیکھنے اور اس کی نئی نئی شانیں دیکھنے میں استعمال کر سکتا ہے۔ اور اگرچہ صرف چار صفات کا ذکر ہے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ ان چار صفات میں خدا تعالیٰ کی تمام صفات موجود ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ اس چھوٹی سی سورۃ کو ام الکتاب کہا گیا ہے اور قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی تمام صفات کی بحث ہے۔ پس کیسے اسے ام الکتاب کہہ سکتے ہیں اگر اس میں خدا تعالیٰ کی صفات میں سے صرف چار بیان ہوں۔ سوائے اس کے کہ وہ چاروں صفات ام الصفات ہوں اور یہی امر واقعہ ہے۔ ان چار صفات کے ایک دوسرے کے عمل کے ساتھ اور ان کی جلوہ گری میں آپ کو خدا تعالیٰ کی تمام صفات دکھائی دے سکتی ہیں۔

انسانی زندگی کا ہر عمل عبادت میں بدل سکتا ہے

پس ام الکتاب کا صرف یہ مطلب نہیں کہ سورۂ فاتحہ میں مضامین ہیں۔ ان میں ہر لفظ جو بیان ہوا ہے وہ ماں کا درجہ رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی چار صفات ام الصفات ہیں۔ عبادت کا مضمون خدا سے تعلق کے لحاظ سے ہر مضمون کی ماں ہے۔ یہ وہ رستہ ہے جس کے ذریعے خدا سے تعلق قائم ہوتا ہے اور اس کے بغیر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ تو زندگی کے کسی دائرے میں بھی خدا سے تعلق ہو خواہ بظاہر آپ نماز پڑھ رہے ہوں یا نہ پڑھ رہے ہوں، وہ حقیقت میں عبادت ہی ہے جس کے ذریعے یہ تعلق قائم ہو سکتا ہے اور اسی مضمون کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمارے سامنے اس طرح کھول کر بیان فرما دیا جب فرمایا کہ اگر تم بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتے وقت یہ سوچتے ہوئے لقمہ ڈالو کہ خدا راضی ہوگا اور خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو اور اس سے حسن سلوک کرو تو تمہارا یہ فعل بھی عبادت بن جائے گا۔ تو اب دیکھ لیں اس چھوٹی سی مثال میں ہر انسانی زندگی کے ہر عمل کو عبادت میں تبدیل کرنے کا کتنا عظیم الشان نسخہ بیان فرما دیا گیا اور تعلق صرف نماز کے ذریعہ قائم نہیں ہوتا بلکہ ہر آن انسان کے گرد و پیش ہونے والے واقعات سے متأثر ہو کر جو بھی ردعمل دکھاتا ہے وہ ردعمل عبادت کا رنگ بھی اختیار کر سکتا ہے اور عبادت سے دور بھی ہٹ سکتا ہے۔

پس (ہم تیری عبادت کرتے ہیں) میں تعلق باللہ کی ماں بیان ہو گئی ہے یعنی اس ایک لفظ کے اندر، اس ایک عہد میں کہ اے خدا تیرے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ تیری کریں گے اور صرف تیری کریں گے۔ تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے۔ غیر کی عبادت کا انکار کرتے ہیں۔ اس اقرار میں ہر تعلق باللہ کی جان ہے اور اس کو آپ جتنا وسیع کرتے چلے جائیں گے اتنا ہی زیادہ آپ اس کے مطالب سے استفادہ کرتے چلے جائیں گے (ہم صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) میں بھی بظاہر آپ غیروں سے سوال بھی کرتے ہیں۔ بچہ ماں سے سوال کرتا ہے۔ باپ سے چیز مانگ لیتا ہے۔ دوست دوست سے چیز مانگ لیتا ہے۔ اس میں اور (ہم صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) میں فرق کیا ہے۔ اس فرق پر جب آپ غور کریں گے تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ دوست کی حیثیت، ماں کی حیثیت، باپ کی حیثیت، بچے کی حیثیت جب تک یہ حیثیتیں اصل مقام پر قائم نہ ہوں اور خدا کے مقابل پر ان کے مقام انسان کے پیش نظر نہ ہوں، اگر ان کے ضائع ہونے کے باوجود خدا باقی رہتا ہو اور ان کا حسن اور ان کی خوبیاں یوں دکھائی دیتی ہوں جیسے خدا کا حسن اور خدا کی خوبیاں ان میں منعکس ہو رہی ہوں تو پھر ان سے مانگنا خدا ہی سے مانگنا بن جائے گا اور غیر اللہ سے مانگنا نہیں رہے گا لیکن اگر ان کے مقام بگڑے ہوئے ہیں اور ان کے مقامات خدا تعالیٰ کے مقام سے الگ ہوں اور اس راہ پہ نہ ہوں تو پھر یہ شرک کے آلات بن جائیں گے۔

عرفان بڑھنے سے نماز میں لذت پیدا ہوتی ہے

پس قبلے کو قبلہ نما کہنا اس مضمون کی وضاحت کر رہا ہے۔ جب ایک عبادت کرنے والا قبلے کی طرف منہ کرتا ہے تو اس لئے وہ مشرک نہیں ہے کہ قبلہ جس طرف بنا ہوا ہے وہاں موجود عمارت اس کے تصور میں ہی نہیں آتی گویا وہ ہے ہی نہیں صرف منہ اس طرف کیا جاتا ہے لیکن نشانہ بالآخر خدا کے قدم ہیں جن کی عبادت کے سامنے انسان اپنا سر جھکاتا ہے۔ پس اس پہلو سے جب انسان حمد کے مضمون پر نگاہ ڈالتا ہے اور گرد و پیش سب پیاری چیزوں کو اس طرح سمجھنے لگتا ہے کہ ان کی اپنی کوئی حقیقت نہیں۔ میرے خدا ہی کا حسن ہے تو اس کے بعد جب ان سے استعانت کرتا ہے تو اس استعانت کے بھی کوئی خاص معنے نہیں ہوا کرتے۔ نہ بھی ملے تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا اور اس کے مانگنے میں ایک استغنا پایا جاتا ہے ایک عظمت پائی جاتی ہے۔ وہ جھک کر گر کر نہیں مانگتا۔ وہ جانتا ہے کہ خدا نے ہی اس کو دیا ہے۔ اگر یہ نہیں دے گا اور خدا نے مجھے دینا ہوگا تو ہزار رستے اس کے دینے کے ہیں۔ ان گنت راہیں ہیں جن سے وہ مجھے عطا کر سکتا ہے تو عرفان جتنا جتنا بڑھتا چلا جاتا ہے اتنا اتنا نماز میں لذت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور عرفان بڑھانے کے لئے بہت غیر معمولی علم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر انسان کا اپنا علم عرفان پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اب کائنات پر غور کرنے کے لئے ایک سائنسدان کا غور بہت وسیع ہوگا۔ اگر اسے خدا تعالیٰ عرفان کی آنکھیں ہی نہ دے تو بڑے سے بڑے علم کے باوجود اس کو حمد کا مضمون سمجھ نہیں آئے گا لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک معمولی انسان ، ایک چرواہا ، ایک گڈریا ، ایک زمیندار کاشت کار یا ایک مزدور اگر بصیرت کی نظر رکھتا ہو تو وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں بھی خدا کی حمد دیکھ سکتا ہے اور حمد کے ترانے گا سکتا ہے۔

خوف اور صدمے کی حالت ہی حمد کا اصل وقت ہے

پس علم سے حمد ضرور بڑھتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں لیکن علم کے بغیر بھی عرفان نصیب ہو سکتا ہے اگر انسان خدا تعالیٰ کی جستجو کرے اور اس کے حسن کی تلاش کرے تو کوئی ایک جگہ ، ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں سے جستجو کرنے والا خدا تعالیٰ کا حسن نہ دیکھ سکے۔ اور وہی حسن ہے جو دراصل حمد میں تبدیل ہوتا ہے جس کے بعد انسان بے اختیار کہتا ہے (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے) پھر روزمرّہ کے انسان کے تجارب ہیں، خوشیاں ہیں۔ غم ہیں۔ خوف ہیں۔ اُن کے نتیجے میں روزانہ نماز کے یہ سات لفظ جو میں نے بیان کئے ہیں یہ نئے نئے مضامین سے بھرے جا سکتے ہیں۔ ایک شخص کا ایک بچہ فوت ہو جاتا ہے ، اس کو اور کوئی صدمہ پہنچتا ہے ، اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب ہم کس طرح سچے دل سے حمد کریں۔ یہ کہنے والے صرف اس لئے یہ کہتے ہیں کہ اُن کے دماغ میں حمد اور شکر ایک ہی مضمون کے دو نام بن چکے ہوتے ہیں اور اکثر لوگ حمد صرف شکر کے معنوں میں کہتے ہیں، ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ حمد ہے کیا ؟ تو کہتے ہیں کہ اب تو ہمارا نقصان ہو گیا۔ اب تو ہم صدمے کی حالت میں ہیں یا خوف کی حالت میں ہیں ، ہم کیسے حمد کہیں لیکن وہی وقت حمد کہنے کا ہوتا ہے کیونکہ ایک محمود چیز ان کے ہاتھوں سے چلی گئی ہوتی ہے۔ ایک ایسی چیز ان کی روح سے کھوئی جاتی ہے جس کے ساتھ ان کی کوئی حمد وابستہ ہے اور وہ وقت ہوتا ہے یہ یاد کرنے کا کہ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے) حمد تو اصل میں خدا کی ہے۔ خدا نے یہ حمد اس کو تھوڑی سی بخشی تھی عارضی طور پر تو وہ قابلِ ستائش تھا لیکن جس نے حمد عطا کی تھی وہ میرا ہے اور وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہنے والا ہے۔ وہ کبھی مجھے چھوڑنے والا نہیں۔ پس نقصان سے کچھ صدمہ تو ضرور ہوتا ہے لیکن اگر اس صدمے کو انسان عارضی سمجھ لے یعنی حقیقت میں عرفان کی رُو سے تو وہ صدمہ عارضی بن جاتا ہے اور اگر اس کی حمد ہمیشہ کے لئے اس سے وابستہ ہو چکی ہو اور خدا کے علاوہ ایک باطل بت کے طور پر ایک شخص سے پیار کرنے لگے تو اس کا نقصان بھی ہمیشہ رہے گا اور اس سے پتہ چلے گا کہ اس نے خدا کے علاوہ کسی اور شخص سے دائمی حمد منسوب کر دی تھی۔ پس دیکھیں ایسے صدمے کے بعد اُس کی پہلی نماز کی پہلی رکعت بے اختیار اُس کی توجہ اس طرف مبذول کرا دیتی ہے کہ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے) روز تمہیں یہ سبق دیا گیا۔ روز تم نے غور سے پڑھا۔ جانتے ہو اچھا بھلا کہ خدا کے سوا کوئی حمد نہیں ہے تو اگر یہ چیز ضائع ہوئی تو خدا ہی نے تو حمد عطا کی تھی۔ اس لئے اگر کوئی حمد عطا کرنے والا اپنی چیز واپس لیتا ہے تو واپس دیتے وقت بھی تو شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ شکوے کا وقت تو نہیں ہوا کرتا۔ آپ نے کسی کو کوئی چیز استعمال کے لئے دی ہو اور جب آپ واپس لیں تو وہ آگے سے گالیاں دینے لگ جائے کہ یہ چیز ابھی تم نے مجھے دی تھی ، اب واپس لے کے جا رہے ہو تو آپ کا اس کے متعلق کیا تاثر ہو گا۔ لیکن اگر وہ شریف النفس ہے تو واپس دیتے وقت بھی شکریہ ادا کرے گا لیکن یہ شکریہ تبھی ادا ہو سکتا ہے اگر (خدا کے جزا سزا کے وقت کا مالک ہونے) پر نظر ہو جسکو انسان مالک کی سمجھتا ہے اسی کا شکریہ ادا کیا کرتا ہے اور اس کے واپس لینے پر کوئی ناراضگی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جتنی دیر اس نے موقعہ دیا غنیمت ہے اس کا احسان ہے (خدا کے جزا سزا کے وقت کا مالک ہونے) نے اس حمد کا خدا تعالیٰ کی صفات کے ساتھ تعلق خوب کھول کر بیان کر دیا اور یہ مطلع کر دیا کہ اگر (خدا کو جزا سزا کے وقت کا مالک ہونا) سمجھو گے تو اس کے ساتھ وابستہ ہر حمد ہمیشہ حمد ہی کی حالت میں دکھائی دے گی۔ اگر اس کو (جزا سزا کے وقت کا مالک) نہیں سمجھو گے تو بعض موقعوں پر حمد کے اہل نہیں رہو گے۔ جب کسی پہلو سے تمہیں ابتلاء پیش آئے گا کوئی چیز تم سے واپس لی جائے گی تو تم آپ جو مالک بن بیٹھے ہو گے، ہمیشہ کے لئے اپنا بنا چکے ہو گے، ہمیشہ کے لئے اس کے ہو چکے ہو گے تو وہ (جزا سزا کے وقت کا مالک) پھر کہاں رہا۔ خدا تو اس کی ملکیت سے پھر الگ ہو گیا۔ پس سورۃ فاتحہ میں انسانی سوچوں کے جتنے بھی پہلو ہیں اُن تمام پہلوؤں کی سیرابی کی گئی ہے۔ انسان کی ہر تشنگی کو دُور فرمایا گیا ہے۔ ممکن نہیں ہے کہ کوئی انسان سورۃ فاتحہ پر سے غور کرتے ہوئے گذرے اور کسی قسم کی تشنگی باقی رہے یا اُکتاہٹ محسوس ہو۔ پھر حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے جو یہ فرمایا کہ جب یہ کہو کہ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) میں یہ معنے رکھ لیا کرو کہ اے خدا ! تیری عبادت کی نیت تو ہے پر کی نہیں جاتی ...... مدد بھی تجھ سے ہی مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا اور آہستہ آہستہ تمہاری عبادت صحیح مقام پر کھڑی اور قائم ہو جائے گی۔

پس یہ مضمون جیسا کہ مَیں نے بیان کیا تھا بہت وسیع ہے اور ایک خطبے میں تو ناممکن ہے کہ اس کا پورا حق ادا کیا جا سکے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ مختصراً آپ کو سمجھاؤں کہ عرفان سے نماز میں لذّت پیدا ہوتی ہے اور اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ بات سمجھنے کے باوجود اچانک آپ کی نماز زندہ نہیں ہو سکتی۔ جن دانوں میں رس نہ رہا ہو اگر وہ ابھی زندہ ہیں اور درخت سے تعلق رکھتے ہیں تو معاً علاج کے بعد ان میں رس تو نہیں بھر جایا کرتا، وقت لگتا ہے اور محنت کرنی پڑتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا .... (سورۃ الانشقاق: آیت۷)

کہ اے انسان ! تو خدا کی طرف محنت کر رہا ہے یعنی وہ انسان مخاطب ہے جو خدا کو پانے کے لئے محنت کرتا ہے .... تجھے بہت محنت کرنی پڑے گی اور بہت محنت کر رہا ہے۔ ہم تجھے یہ یقین دلاتے ہیں کہ تیری یہ محنتیں ضائع نہیں جائیں گی .... تُو ضرور اُس رب کو پالے گا جس کی خاطر تُو محنت اور جدوجہد کرتا ہے۔ تو عبادت کے باہر کے دروازے پر پہنچنے کی بجائے واپس عبادت کے مرکز کی طرف لَوٹیں اور اپنی محنتوں کو جاری رکھیں اور خدا سے دُعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ محنتوں کی بھی توفیق عطا فرمائے اور محنتوں کو پھل بھی لگا دے یہاں تک کہ نماز آپ کے لئے لذّت کا ذریعہ بن جائے۔ بوریّت اور اُکتاہٹ کا باعث نہ رہے۔"

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں داخلے

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں ۹۱-۱۹۹۰ء کے لئے داخلوں کی میرٹ لسٹ لگ چکی ہے۔ جو کہ درج ذیل ہے۔

		لاہور	ٹیکسلا کالج
۱۔	الیکٹریکل	۸۰،۳۶۳	۷۹،۹۰۹
۲۔	سول	۷۸،۰	۷۷،۲۷۲
۳۔	مکینیکل	۷۶،۵	۷۶،۲۵
۴۔	پٹرولیم اینڈ گیس	۷۶،۰	
۵۔	کیمیکل	۷۵،۹۰۹	
۶۔	آرکیٹیکچر	۷۵،۵۴۵	
۷۔	میٹلرجیکل	۷۴،۹۰۹	
۸۔	مائننگ	۷۴،۵۴۵	
۹۔	سٹی اینڈ ریجنل پلاننگ	۷۴،۱۸۱	

جن احمدی طلبہ کے نام اس میرٹ لسٹ کے مطابق آتے ہوں وہ راہنمائی کے لئے فوری نظارت تعلیم سے رابطہ کریں۔

(نظارت تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ مظفر احمد ناصر۔ مربی سلسلہ

ہماری زندگی کا ہر نیا سال

زندگی ایک مسلسل جدوجہد اور حرکت کا نام ہے قدرت نے انسان کو پیدا ہی اسی انداز میں کیا ہے کہ وہ حرکت و عمل اور جدوجہد کی داخلی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکے اور اپنی حرکت و فعالیت کے ذریعے کائنات کی تسخیر کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے یوں بھی انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے اور اس کی ساری کمزوریوں اور نقائص کے باوجود ساری مخلوقات کو اس کا تابع بنایا ہے۔ انسان کی عظمت اور کائنات میں اس کی برتری کو کس نے تسلیم نہیں کیا جب کبھی کسی کو احساس ہوا کہ دنیا میں بہت سی چیزیں ناقابلِ تسخیر ہیں تو کچھ ہی عرصے کے بعد یہ احساس اس وقت غلط ثابت ہوا جب اس نے انسان کو ان چیزوں پر غالب پایا پھر ہر کوئی سوچتا ہے کہ سارے مذاہب میں انسان کو غیر معمولی اہمیت کیوں دی ہے مگر غور کرتے جائیں تو انسان کی غیر معمولی برتری کا احساس پختہ ہوتا جاتا ہے اگر نکتہ کے پہلو کو حتمی شکل دی جائے تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ غموں اور خوشیوں میں انسان سال و ماہ گزارتا جاتا ہے اور تاریخ بنتی چلی جاتی ہے چنانچہ انسانی تاریخ ایک تسلسل کا نام ہے ایک قافلہ ہے جس میں کچھ لوگ شریک ہوتے ہیں اور اس سے کچھ لوگ بچھڑتے رہتے ہیں مگر مجموعی طور پر انسانی تاریخ میں ہر کامیابی انسان کی عظمت اور دوسری مخلوقات پر اس کی برتری کی دلیل ہے۔

جب انسان کو ایسی عزت ملی تو اپنے لئے اور دوسری مخلوقات کے لئے اس پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں اس لئے کہ جہاں کہیں شخصیات کا وجود ہوتا ہے وہاں صرف اپنی برتری اور اہمیت کے گیت گاتے رہیں تو شاید ہماری اہمیت بے معنی ہو کر رہ جائے بات تو جب ہے کہ ہم اپنے اعمال سے کوشش سے اپنی حیثیت اور مرتبے کو مستحکم کریں اور اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا جواز پیش کریں۔

آج ہم اپنی زندگی گزار رہے ہیں اگر کوئی اپنی زندگی کے کسی وقت کو خوشگوار اور کسی وقت کو ناگوار تصور کرتا ہے، ایسا کیوں ہے۔ جب زندگی رواں دواں رہے گی تو خوشی بھی آئے گی غم بھی آئے گا۔ جو لوگ زندگی کو امرِ الٰہی اور رضاءِ خداوندی خیال کرتے ہیں وہ نہ تو خوشی کا ایسا خیر مقدم کرتے ہیں کہ آپے سے باہر ہو جائیں نہ غم میں ایسا فرار اختیار کرتے ہیں کہ خود کو اپنی شکست کی آواز سمجھ کر تحریک و عمل کے پیروں کی انگلیاں توڑ لیں ان کے ہاں غم اور خوشی دونوں حالتوں میں توازن قائم رہتا ہے اور وہ خود کو دور کی کسی منزل میں مطمئن کر لیتے ہیں کہ اے خدا ہم تیرے سامنے سر جھکاتے ہیں جو چاہے دے جو چاہے لے۔

بہت سے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ خوشی کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے۔ بلکہ احساس و غم میں کمی کا نام خوشی قرار پاتا ہے۔ غالب کا نقطۂ نظر یہ ہے۔ کہ جب درد حق پہ فدا ہو جاتا ہے تو دوا بن جاتا ہے اور جب مشکلوں کا کوئی شمار نہیں ہوتا تو مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان کے خیال میں صرف موت ہی غم دکھ کا علاج کرتی ہے ورنہ شمع کو ہر رنگ میں رات بھر جلنا ہی پڑتا ہے۔

اس نقطۂ نظر میں یقین رکھنے والے قدرتی طور پر زندگی کی مشکلات سے ہراساں نہیں ہوتے اور ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہیں۔ عالم کی سوانح حیات کا جائزہ لیا جائے تو معدود چند ہی ایسے لوگ نظر آئیں گے جنہوں نے پُر آسائش زندگی بسر کی ہو ورنہ کثرت ایسے لوگوں کی ہو گی جنہیں مشکلات نے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا اور جن کے جوڑ جوڑ کو غموں کی زنجیروں نے جکڑ لیا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے بنی آدم کے لئے زندہ رہنے کی ایسی مثالیں قائم کیں جو ان کی موت کے باوجود ابھی تک قائم ہیں اور سفرِ حیات میں روشنی دینے والے چراغ کا کام دے رہی ہیں۔

شمس و قمر کو اپنے مدار میں پابند بنانے والے خالق کائنات نے جس کی مشیت کا ہاتھ ہر شئے کو اس کی پیشانی سے پکڑے ہوئے ہے۔ حیاتِ عالم کے لئے کچھ ایسے اٹل قانون بنا دیئے ہیں جن کی پابندی موجب راحت اور جن کی خلاف ورزی موجب تکلیف بن جاتی ہے۔

متوازن زندگی بسر کرنے والے قدرتی طور پر اس خوشی کے زیادہ قریب رہتے ہیں جو ان کے تئیں اطمینان دیتی ہے اور غم ان کے نزدیک بہت کم آتے ہیں جو ان کے افکار کی راہ میں بے چینی کی لہر پیدا کرتے ہیں۔ گو زندگی میں توازن، خوشی اور غم کی آمد و رفت کا راستہ قرار پاتا ہے۔ توازن ہے تو خوشی مضبوط رہے گی۔ توازن نہیں رہے گا تو غم قریب آ جائے گا۔ اگر ہم توازن کے اس مقام پر کھڑے ہو کر نئے سال کا خیر مقدم کریں گے تو قدرتی امر ہے کہ نئے سال کا ہر لمحہ ہمارے لئے خوشیوں کا پیغام لے کر آئے گا اور ہماری قومی زندگی میں ہر دن نیک اور مبارک ثابت ہو گا۔ ہمیں خوش آئند وقت اور پُر امن ماحول میں اپنے نئے عزائم اور نئے ارادوں کے ساتھ ترقی کے راستے پر قدم اُٹھانے کا موقعہ ملے گا۔ لمحہ لمحہ کا جوڑ دن ہفتے سال بناتا ہے اسی طرح قوموں کی فرد فرد کا جوڑ ان کے راستے پر اُٹھنے والے قدم کی قوت ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے نہ قومی زندگی کے وقت کو خرابی کے غار میں ڈالنا چاہیئے نہ قومی اتحاد کے جوڑ کو نفاق اور اختلاف کے ذریعہ کمزور بنانا چاہیئے نہ ذہن کی باریک تہوں کو زمانے کے بداثرات سے متاثر ہونے دینا چاہیئے جو اسے تباہ کر دیتے ہیں بلکہ ہمارے سامنے وقت کی مناسبت سے عظیم مقاصد ہوں اور ان کی تکمیل کے لئے شب و روز کی دعاؤں کے ساتھ فعّال کوششیں ہوں تو زندگی حسین نظر آنے لگتی ہے زندگی کے گذرتے ہوئے سالوں میں سے ہر ایک سال اپنے اختتام پر نئے سال کی نوید دیتا ہے اور گزرے ہوئے بارہ مہینوں کی مختصر مدّت میں ایک طویل داستان ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ جس سے ہمیں محاسبہ کرنے کا موقعہ ملتا ہے کہ میں نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ کس حد تک میں نے کوشش کی اور کس حد تک سُستی۔

دُعا ہے کہ آمدہ سال میں اللہ تعالیٰ ہماری طبیعتوں میں سہل انگاری پیدا نہ ہونے کے سامان پیدا فرمائے اور بھلے کاموں کا جوش ہمارے دلوں میں عظیم عزم لے کر پنپے اپنے بیتے ہوئے سال کا اس نقطۂ نظر سے جائزہ لیں۔ (قدرت ثانیہ کے مظہر الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں۔

"وہ کہ سارا سال کون سی ایسی بدیاں تھیں جن سے وہ غافل رہے ہیں کون سی ایسی نیکیاں تھیں جنہیں وہ اختیار کر سکتے تھے لیکن نہیں کیا نظام جماعت میں ان کا کیا مقام ہے خدمت کے کون سے مواقع تھے جو انہوں نے ضائع کئے ہیں کس حد تک وہ تحریکات پر عمل کرتے ہیں اور آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کس حد تک ان کا وجود جماعت کے لئے مفید ہے اور غیر کے لئے مفید ہے کس حد تک وہ بنی نوع انسان کو اللہ کی طرف بلانے میں کامیاب رہے ہیں یا اپنی اولاد کو خدا کی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب رہے ہیں"۔

(اقتباس خطبہ جمعہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

پس ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ میسر شدہ ساعت کا کام آنے والے وقت پر منتقل نہ کریں ہم آج کا کام کل پر نہ چھوڑیں، اس مہینے کے واجبات کو اگلے مہینے کا سہارا نہ دیں۔ اس سال کے طے شدہ پروگرام کا بوجھ اگلے سال کے کاموں پر نہ ڈالیں اور نہ ہی عصر حاضر کی نسل اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ آنے والی نسل کے کاندھوں پر ڈالے تا وہ صحیح طور پر پنپ سکیں اور اپنے عزائم کی تکمیل میں انہیں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ ہم وقت کی لگامیں اپنے ہاتھوں میں رکھ کر زمانے کی دوڑ میں شامل ہو کر کامیاب اور باعمل زندگی گزار سکتے ہیں۔ اس نہج سے ہم خوشی، حوصلہ، سکون اور اطمینان جو کہ زندگی کا بہترین سرمایہ ہیں حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جو لوگ محاسبہ اور عمل کی حقیقت سے کنارہ کرتے ہیں وہ بنگلوں میں نہیں جنگلوں میں رہتے ہیں۔

•۔ قدیمی •۔ اوّلین •۔ شہرہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون: ۳۹۹۷
برانچیں: •۔ کراچی: فون ۴۱۳۲۵۱
•۔ لاہور ۱-D-۳ گلشن راوی
•۔ ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
•۔ منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
•۔ رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
•۔ ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ
فون نمبر ۵۵۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ آج ملک کے مختلف حصوں میں قومی اور صوبائی اسمبلی کی نشستوں کے لئے ضمنی انتخابات ہو رہے ہیں۔ مظفر گڑھ میں نوابزادہ نصر اللہ خان آئی جے آئی کے امیدوار کا مقابلہ کر رہے ہیں جبکہ آئی جے آئی کے متعدد لیڈر جن میں مسٹر جتوئی بھی شامل ہیں نوابزادہ نصر اللہ خان کی حمایت کا اعلان کر چکے ہیں۔ فیصل آباد میں بھی مسلم لیگ کے مقتدر لیڈروں نے مسلم لیگی امیدوار نادر پرویز کے بالمقابل آزاد امیدوار چوہدری منور کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔

○ پاکستان آئندہ چند روز میں مزید ۱۵ ہزار فوجی خلیج بھیجے گا۔ اطلاع کے مطابق دس ہزار فوجی سعودی عرب اور ۵ ہزار ابوظہبی جائیں گے۔

○ دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ ملک میں تمام امریکی عمارتوں اور تنصیبات کے گرد حفاظتی انتظامات مزید سخت کر دئے گئے ہیں کیونکہ امریکی سفارت خانے نے حکومت سے ایسی درخواست کی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ بعض دوسرے ممالک کے سفارت خانوں نے بھی تحفظ مہیا کرنے کی درخواست کی ہے۔

○ کراچی کی ایک عدالت میں ہیروئن کی سمگلنگ کے الزام میں لائے گئے ایک ملزم کو چھڑانے کے لئے اس کے ساتھیوں نے فائرنگ کر کے ایک پولیس کانسٹیبل کو ہلاک کر دیا اور اپنے ساتھی کو لے کر فرار ہو گئے۔ ملزم سے ۲۶ کلو ہیروئن برآمد ہوئی تھی۔

○ اچھرہ پولیس نے ایک مسیحی نوجوان کی درخواست پر وفاقی وزیر بلدیات مولانا عبدالستار نیازی کے خلاف مقدمہ درج کیا ہے۔ شکایت کنندہ نے الزام لگایا ہے کہ وفاقی وزیر نے حضرت یسوع مسیح کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے عیسائیوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکی صدر نے کانگرس سے کہا ہے کہ وہ ایک قرارداد کے ذریعہ اقوامِ متحدہ کی اس قرارداد کی توثیق کریں جس میں پندرہ جنوری تک کویت خالی نہ کرنے پر عراق کے خلاف طاقت استعمال کرنے کو کہا گیا ہے۔ صدر بش کا خیال ہے کہ امریکی کانگرس کی طرف سے اس قسم کے قرارداد سے اس خیال کی نفی ہو جائے گی کہ امریکی قوم خلیج کے مسئلہ پر متحد نہیں ہے۔

○ حکومت امریکہ نے اپنے شہریوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ غیر ضروری طور پر پاکستان نہ جائیں۔ پاکستان میں متعین امریکی سفیر کے مطابق پاکستان میں امریکہ کے خلاف جلسوں اور جلوسوں کے ذریعہ نفرت بڑھ رہی ہے۔

○ بنگلہ دیش کے صدر ارشاد کے خلاف بدعنوانی کا ایک اور فوجداری مقدمہ درج ہوا ہے۔ جس میں ان پر اپنے اختیارات کے ناجائز استعمال۔ سامان تعیش جمع کرنے اور ناجائز اسلحہ رکھنے کا الزام لگایا گیا ہے۔

○ ہیٹی میں بغاوت کچل دی گئی ہے اور فوج نے عبوری صدر کو باغیوں کے قبضہ سے رہا کرا لیا ہے۔

○ لائبیریا میں خانہ جنگی کی وجہ سے ہزاروں لوگ فاقہ کشی کا شکار ہو رہے ہیں۔ اطلاع کے مطابق صرف دارالحکومت میں ۶۰ ہزار بچے بھوک کی وجہ سے لقمہ اجل بن چکے ہیں۔

○ روس اور امریکہ کے سربراہوں کی ۱۱ سے ۱۳ فروری تک ماسکو میں ہونے والی کانفرنس ملتوی ہونے کی توقع ہے دونوں سربراہ ایٹمی حکمت عملی کے ایک معاہدہ پر دستخط کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

نونہالان جماعت

بچّوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی سے رکھے۔ اب آپ کے سکول کھل گئے ہیں۔ کوئی دلچسپی کی بات ؟

حضرت فضل عمر کی تقریر کا تسلسل :

غلاموں کو لوہے کی زرہیں پہنا دیتے تھے اور پھر ان کو سورج کے سامنے کھڑا کر دیتے تھے تاکہ لوہا گرم ہو کر ان کا جسم جھلس جائے یہ مدِنظر رکھنا چاہیئے کہ وہ عرب کا سورج تھا نہ کہ انگلستان کا۔ بعض کی لاتوں میں رسیاں ڈال کر ان کو زمین پر گھسیٹتے تھے۔ بعض دفعہ لوگ لوہے کی میخیں گرم کر کے ان سے مسلمانوں کا جسم جلاتے تھے۔ اور بعض دفعہ سوئیوں سے ان کے چمڑوں کو چھیدتے تھے۔ جس طرح کہ کپڑا سیتے ہیں۔ مگر وہ ان سب باتوں کو برداشت کرتے تھے۔ اور عذاب کے وقت کہتے جاتے تھے کہ وہ ایک خدا کی پرستش کو نہیں چھوڑ سکتے۔ ایک عورت جو نہایت ہی پختہ مسلمان تھی اس کے پیٹ میں نیزہ مار کر مار دیا گیا۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت دکھ دیتے تھے۔ گو ڈرتے بھی تھے کیونکہ آپ کے خاندان کی مکہ میں بہت عزت تھی۔ لوگ آپؐ کو گالیاں دیتے۔ بعض دفعہ نماز میں جب آپؐ سجدہ کرتے تو سر پر اوجھڑی ڈال دیتے۔ کبھی سر پر راکھ پھینک دیتے۔ ایک دفعہ آپ سجدہ میں تھے۔ ایک شخص آپ کی گردن پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور دیر تک اس نے آپؐ کو اس طرح دبائے رکھا۔

نہ زمین نہ آسمان میں اس کا کوئی شریک ہے۔ اس پر ایمان لانا چاہیئے اور اسی سے دعائیں مانگنی چاہئیں۔ وہ لطیف ہے اس کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ اسی نے دنیا کو پیدا کیا ہے اور جب لوگ مر جاتے ہیں تو ان کی روحیں اسی کے پاس جاتی ہیں۔ اور ایک زندگی ان کو دی جاتی ہے۔ اور چاہیئے کہ انسان اس کی محبّت کو اپنے دل میں پیدا کرے وہ اس سے تعلق کو مضبوط کرے اور اس کے قریب ہونے کی خواہش کرے اور اپنے خیالات اور اپنی زبان کو پاک کرے۔ جھوٹ نہ بولے۔ قتل نہ کرے۔ فساد نہ کرے۔ چوری نہ کرے۔ ڈاکہ نہ مارے۔ عیب نہ لگائے۔ طعنہ نہ دے۔ بد کلامی نہ کرے۔ ظلم نہ کرے۔ حسد نہ کرے۔ اپنے وقت کو اپنے آرام اور عیاشی میں صرف نہ کرے بلکہ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بہتری میں، محبّت اور امن کی اشاعت کرے۔

○ یاد رکھیں

بشریٰ طاہرہ

- امیر آدمی کی بخشش خوب ہے اور غریب کی خوب تر۔ (حضرت صدیق اکبرؓ)
- اگر گناہ پر آمادہ ہے تو ایسی جگہ کر جہاں خدا نہ ہو۔ (حضرت عثمان غنیؓ)
- جس نے مجھے ایک لفظ بھی سکھایا مجھے اپنا غلام بنا لیا۔ (حضرت علیؓ)
- بہترین ایمانی حالت یہ ہے کہ تیری دوستی اور دشمنی اللہ کیلئے ہو۔ (امام جعفر صادق)

○ نادیہ سیفی نے کراچی سے ایک نظم بھیجی ہے۔ لکھتی ہے۔

ایک نظم جو میں نے خود لکھی ہے۔ الفضل کے لئے بھیج رہی ہوں۔

باغ کی سیر

آؤ آؤ باغ میں جائیں
باغ میں جائیں دل بہلائیں
پھول ہیں کتنے پیارے پیارے
جیسے ہوں آکاش کے تارے
اودے اودے نیلے پیلے
رنگ برنگے پیارے پیارے
تتلیوں کو اڑتے دیکھیں
کھیلیں کودیں دل بہلائیں
دوسروں کو بھی بتائیں
اپنے مزے اور اڑائیں
کھیلتے جائیں کودتے جائیں
جی اپنا بہلاتے جائیں
کھیلتے جائیں کھیلتے جائیں
چاند ستارے دیکھتے جائیں

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل کے مشہور شاگرد حضرت حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
بے اولاد۔ نرینہ اولاد سے محروم
اٹھراء۔ بچوں کا سوکھا پن
گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴، ربوہ فون ۹۰۶
قلعہ کالروالہ، لاہور، ملتان، کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

حبوب مفید اٹھراء ۱۵/- ، ۴۵/-	اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) ۱۵۰/-	زدجامِ عشق ۱۲۰/-
تریاقِ معدہ ۸/- ، ۱۶/-	روشن کاجل ۵/-	سُرمہ جواھر ۵/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ — فون ۶۳۴

خالص سونے چاندی کیساتھ — بہترین ورائٹی کا مرکز

طاہر گولڈ سمتھ

بالمقابل ایجنسی لائف گیس اقصیٰ چوک ربوہ ۔

فون دوکان : ۶۴۳ — فون رہائش : ۷۵۶

جلسہ گاہ جدید کے متصل انتہائی موزوں سکنی دس مرلہ و کنال کے پلاٹ مناسب قیمت پر بغرض فروخت موجود ہیں ۔ کھلی فضا ۔ میٹھا پانی ۔ پُرسکون ماحول ۔

رابطہ کیلئے :۔ معرفت خواجہ برکات احمد ۔ ۱۱ ۔ ناصر آباد ۔ ربوہ

منیر شہید احمد ڈینٹل کلینک کے اوقات کار درج ذیل ہیں

صبح ۹ بجے سے ۱ بجے تک

شام ۴ بجے سے ۸ بجے تک

تعطیل جمعۃ المبارک

روائتی زیورات — جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ

فون — دکان : ۶۴۹ — رہائش : ۸۴۱

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

نرینہ اولاد سے محروم حضرات اور اٹھراء کی شکار دُکھی عورتوں کیلئے امید کی کرن

اٹھراء کی گولیاں

عورتوں اور بچوں کے علاج کیلئے ہم سے رجوع کریں

گولڈن پلز طاقت کا سرچشمہ — اعضائے رئیسہ کیلئے بے حد مفید اور مقوی

زیر نگرانی : مرض اٹھراء کے مشہور معالج حکیم عطاء الرحمٰن علوی اینڈ سنز ولد حکیم نظام جان

دواخانہ محافظِ صحت گول چوک اوکاڑہ

ثمر سے لذت
ثمر سے فرحت
ثمر سے شربت ثمر قند

اعلیٰ ثمر، اعلیٰ اثر

SHEZAN INTERNATIONAL LTD. LAHORE – KARACHI

اہم خوشخبری

اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفیض پبلک سکول دارالصدر غربی ربوہ نرسری تا پنجم سال ۱۹۸۳ء سے قائم ہے جو محکمہ تعلیم آف پنجاب سے منظور شدہ ہے ۔

اس بات کا ریکارڈ موجود ہے کہ ہمیشہ سے ہمارے ادارے کا بورڈ کا نتیجہ سَو فیصد رہا ہے ۔ سَو فیصد رزلٹ کے ساتھ ساتھ گذشتہ تین سال میں پوری تحصیل سے فرسٹ اور سیکنڈ پوزیشن بھی حاصل کی ۔

اب ہم بڑی خوشی سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ امسال بھی ادارہ ہذا نے اپنے ریکارڈ کو قائم رکھتے ہوئے سَو فیصد نتیجہ کے ساتھ فرسٹ اور سیکنڈ پوزیشن کو قائم رکھا ہے ۔

امۃ الرشید نے ۱۶۴/۲۰۰ فرسٹ اور عمران حسین نے ۱۶۳/۲۰۰ سیکنڈ پوزیشن حاصل کی ۔

آپ بھی اپنے بچوں کی پختہ بنیاد اور اعلیٰ تعلیم و تربیت کی ضمانت کے لئے تجربہ کریں ۔ اور ہمارے ادارہ میں بچوں کو داخل کروائیں ۔

نرسری تا پنجم داخلہ جاری ہے ۔

ہیڈ مسٹرس

الفیض پبلک سکول

دارالصدر غربی ۔ ربوہ